سوال

(19) نماز میں شہادت کی انگلی سے تشہد میں اشارہ کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

(الإشارة بالسبابة عند التشهد فی الصلاة) ''نماز میں شہادت کی انگلی سے تشہد میں اشارہ کرنا'' حدیث شریف سے ثابت ہے یا نہیں اور اس کا کیا حکم ہے ؟ اور محققین حنفیہ کا اس باب میں کیا مسلک ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اشارہ بالسبابہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

''عن علی بن عبد الرحمن أنہ قال : رآنی عبد اللہ بن عمر وأنا أعبث بالحصباء فی الصلاة، فلما انصرفت نھانی وقال : اصنع کما کان رسول اللہ ﷺ یصنع، فقلت : وکیف کان رسول اللہ ﷺ یصنع ؟ قال : کان إذا جلس فی الصلاة وضع کفہ الیمنی علی فخذہ الیمنی، وقبض أصابعہ کلھا، وأشارہ بأصبعہ التی تلی الإبھام، ووضع کفہ الیسریٰ علی فخذہ الیسریٰ، وقال ھکذا یفعل۔'' رواہ مالک فی الموطأ (موطا الإمام مالک ا ۸۸)

''علی بن عبد الرحمان کے واسطے سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر نے مجھے دیکھا کہ میں دوران نماز میں کنکریوں سے کھیل رہا ہوں، پس جب وہ فارغ ہوئے تو مجھے منع کیا اور کہا کہ ویسے ہی کرو جیسے رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ رسول اللہ کیسے کیا کرتے تھے ؟ انھوں نے کہا کہ آپ ﷺ جب نماز کے دوران میں بیٹھتے تو اپنی داہنی ہتھیلی اپنی داہنی ران پر رکھتے اور اپنی تمام انگلیوں کو موڑ لیتے اور اشارہ فرماتے، اس انگلی سے جو انگوٹھے سے متصل ہے اور اپنی بائیں ہتھیلی اپنی بائیں ران پر رکھتے۔ فرمایا : آپ ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ اس کی روایت مالک نے موطا میں کی ہے۔''

''عن ابن عمر أن النبی ﷺ کان إذا جلس فی الصلاة وضع یدہ الیمنی علی رکبتہ، ورفع أصبعہ التی تلی الإبھام یدعوبھا، ویدہ الیسری علی رکبتہ باسطھا علیہ'' رواہ الترمذی (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۹۴)

''ابن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطے سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب نماز میں جلوس فرماتے تو اپنا داہنا ہاتھ اپنے گھٹنے پر رکھتے اور اپنی اس انگلی کو اٹھاتے جو انگوٹھے سے متصل ہے اور اسی انگلی کے ساتھ دعا کرتے اور اپنا بایاں ہاتھ گھٹنے پر پھیلا کر رکھتے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔''

اسی طرح صحیح مسلم و دیگر کتبِ احادیث میں حدیث اس باب کی موجود ہے اور اسی پر عمل ہے تمام صحابہ اور تابعین اور ائمہ اربعہ و دیگر محدثین و متقدمین و متاخرین کا۔ کسی اہل علم کا اس مسئلہ میں خلاف نہیں۔ اور یہ جو بعض کتبِ فقہ حنفیہ میں کراہیت اس کی منقول ہے، وہ مردود ہے، قابل اعتبار اور لائق احتجاج نہیں اور ہرگز کراہیت اس کی بسند صحیح امام ابو حنیفہ تک نہیں پہنچی۔ بلکہ امام محمد رحمہ اللہ کہ جو شاگرد رشید امام صاحب کے ہیں، موطا میں اپنے، بعد نقل حدیث اس باب کی، فرماتے ہیں :

''قال محمد: وبصنيع رسول اللهﷺ ناخذ، وهو قول أبي حنيفة'' انتهى (موطأ الإمام محمد ۱ ۲۲۸)

''محمد نے کہا: رسول اللہﷺ کے طرز عمل کو ہی اختیار کریں گے اور یہی قول ابوحنیفہ کا ہے۔ ختم شد۔''

اور محقق حنفیہ شیخ کمال الدین ابن الہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں:

''لا شك أن وضع الكف مع قبض الأصابع لا يتحقق حقيقة، فالمراد، والله أعلم، وضع الكف ثم قبض الأصابع بعد ذلك عند الإشارة، وهو المروي عن محمد في كيفية الإشارة، قال: يقبض خنصره والتي تليها، ويحلق الوسطى والإبهام، ويقيم المسبحة، وكذا عن أبي يوسف في الأمالي، وهذا فرع تصحيح الإشارة، وعن كثير من المشايخ أنه لا يشير أصلا، وهو خلاف الرواية والدراية'' انتهى (فتح القدير لابن الهمام ۱ ۳۱۳)

''اس میں کوئی شک نہیں کہ انگلیوں کی گرفت کے ساتھ ہتھیلی کا رکھنا حقیقتاً متحقق نہیں ہے اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے، مراد یہ ہے کہ ہتھیلی رکھ کر پھر اشارے کے وقت انگلیاں اکٹھی کرلے۔ اشارے کی کیفیت کے سلسلے میں محمد کے واسطے سے یہی مروی ہے۔ انھوں نے کہا کہ وہ اپنی خنصر یعنی چھوٹی انگلی کو موڑے گا اور اس کو جو اس سے متصل ہے اور انگوٹھے اور وسطی انگلی کا حلقہ بنائے گا اور تسبیح والی انگلی کھڑی کرے گا۔ ''الامالی'' میں ابویوسف کے واسطے سے ایسی ہی روایت ہے۔ یہ اشارہ کی تصحیح کی فرع ہے اور بہت سے مشائخ کے واسطے سے بیان کیا جاتا ہے کہ نماز میں اصلاً اشارہ نہیں کرے گا۔ لیکن یہ چیز روایت اور درایت کے خلاف ہے۔ ختم شد۔''

اور اسی طرح ملا علی قاری رحمہ اللہ ''تزيين العبارة في تحسين الإشارة'' میں، وشیخ ولی اللہ المحدث مسوی شرح موطا اور حجۃ اللہ البالغہ میں، اور محمد بن عبداللہ الزرقانی شرح موطا میں، وشیخ عبدالحق دہلوی شرح مشکوۃ و شرح سفر السعادت میں، وعلاؤالدین حصکفی درمختار میں، اور ابن عابدین ردالمحتار میں فرماتے ہیں۔

(دیکھیں: الجامع الصغير لعبد الحي اللكنوي ص: ۷)، (المسوى شرح الموطأ ۱ ۱۰۸)، (شرح الزرقاني على الموطأ ۱ ۲۵۲)، (أشعة اللمعات ۱ ۴۳۲، فارسی)، (الدر المختار ۱ ۵۰۸)، (حاشية ابن عابدين ۱ ۵۰۸)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ مقالات، وفتاویٰ

صفحہ نمبر 111

محدث فتویٰ